FR-10

1913ء سے جاری شدہ

روزنامہ

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

بدھ 6۔اگست 2014ء 9 شوال 1435 ہجری 6 ظہور 1393ہش جلد 64-99 نمبر 177

غم سے دور رکھنا

دردوں سے دل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں وہ نہیں ہے
ہر غم سے دور رکھنا تو رب عالمیں ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

ارشادات عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

’’اعمال صالحہ جو شرط دخول جنت ہیں دو قسم کے ہیں۔اول وہ تکلیفات شرعیہ جو شریعت نبویہ میں بیان فرمائی گئی ہیں اور اگر کوئی ان کے ادا کرنے میں قاصر رہے یا بعض احکام کی بجا آوری میں قصور ہو جائے اور وہ نجات پانے کے پورے نمبر نہ لے سکے تو عنایت الٰہیہ نے ایک دوسری قسم جو بطور تتمہ اور تکملہ شریعت کے اس کے لئے مقرر کر دی ہے اور وہ یہ کہ اس پر کسی قدر مصائب ڈالی جاتی ہیں اور اس کو مشکلات میں پھنسایا جاتا ہے اور جس قدر کامیابی کے دروازے اس کی نگہ میں ہیں سب کے سب بند کر دئے جاتے ہیں۔تب وہ تڑپتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ شاید میری زندگی کا یہ آخری وقت ہے اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ اور مکروہات بھی اور کئی جسمانی عوارض بھی اس کی جان کو تحلیل کرتے ہیں۔تب خدا کے کرم اور فضل اور عنایت کا وقت آجاتا ہے اور دردانگیز دعائیں اس قفل کے لئے بطور کنجی کے ہو جاتی ہیں۔معرفت زیادہ کرنے اور نجات دینے کے لئے یہ خدائی کام ہیں۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد دوم،ص 293)

’’آپ کو یاد رہے ہمارا آقا و مولیٰ رب السمٰوٰت والارض ۔نہایت درجہ کا مہربان اور رحیم و کریم ہے کہ اپنے گنہگار بندوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور آخر وہی ہے جو ان کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے اور ان کی بیقراری کی دعاؤں کو سنتا ہے۔کبھی کبھی وہ اپنے بندہ کی آزمائش بھی کرتا ہے۔لیکن آخر کار رحم کی چادر سے ڈھانک لیتا ہے۔اس پر جہاں تک ممکن ہو توکل رکھو اور اپنے کام اس کو سونپ دو۔اُس سے اپنی بہبودی چاہو۔مگر دل میں اس کی قضاء و قدر سے راضی رہو چاہئے کہ کوئی چیز اُس کی رضا سے مقدم نہ ہو......آپ درویشانہ سیرت سے ہر یک نماز کے بعد گیارہ دفعہ لاحول ولا قوۃ...... پڑھیں اور رات کو سونے کے وقت معمولی نماز کے بعد کم سے کم اکتالیس دفعہ درود شریف پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر یک سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ دعا پڑھیں یا حی یا قیوم برحمتك استغیث پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دیں۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد دوم،ص 291)

مولوی مبارک علی صاحب کی طویل رخصت پر ان کی ملازمت مدرسہ سے برخاستگی کی تجویز پر حضرت اقدس عفو و درگزر سے کام لینے کی نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ’’......عفو اور کرم سیرتِ ابرار میں سے ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے......ترجمہ یعنی عفو اور درگزر کی عادت ڈالو۔کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا بھی تمہاری تقصیریں معاف کرے اور خدا تو غفور و رحیم ہے۔پھر تم غفور کیوں نہیں بنتے۔اس بناء پر ان کا یہ معاملہ درگزر کے لائق ہے......پس ایسا نہ ہو کہ آپ کی سخت گیری کچھ آپ ہی کی راہ میں سنگ راہ نہ ہو۔ایک جگہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔جس کے اعمال کچھ اچھے نہ تھے۔اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ تجھ میں یہ صفت تھی کہ تو لوگوں کے گناہ معاف کرتا تھا۔اس لئے میں تیرے گناہ معاف کرتا ہوں۔سو میری صلاح یہی ہے آپ اس امر سے درگزر کریں تا آپ کو خدا تعالیٰ کی جناب میں درگزر کرانے کا موقعہ ملے۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد دوم،ص 287)

اخلاق فاضلہ کی حفاظت کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں آ کر کوئی توپیں اور مشین گنیں ایجاد نہیں کی تھیں، بینک جاری نہیں کئے تھے یا صنعت و حرفت کی مشینیں ایجاد نہیں کی تھیں۔پھر وہ کیا چیز تھی جو آپ نے دنیا کو دی اور جس کی حفاظت آپ کے ماننے والوں کے ذمہ تھی۔ وہ سچائی کی روح اور اخلاقِ فاضلہ تھے۔یہ پہلے مفقود تھی۔آپ نے پہلے اُسے کمایا اور پھر یہ خزانہ دنیا کو دیا۔اور صحابہ اور اُن کی اولادوں اور پھر اُن کی اولادوں کے ذمہ یہی کام تھا کہ ان چیزوں کی حفاظت کریں‘‘۔

(روزنامہ الفضل 15 جنوری 2014ء)

(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2014ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ پاکستان)

واقفین نو متوجہ ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18 جنوری 2013ء کے خطبہ جمعہ میں واقفین نو کو خاص طور پر جامعہ احمدیہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

’’دین کی تعلیم کے لئے جو جماعتی دینی ادارے ہیں ان میں جانا ضروری ہے۔ جامعہ احمدیہ میں جانے والوں کی تعداد واقفین نو میں کافی زیادہ ہونی چاہئے ...... دعوت الی اللہ کا کام بہت وسیع کام ہے اور یہ باقاعدہ تربیت یافتہ (مربیان) سے ہی زیادہ بہتر طور پر ہوسکتا ہے۔اس لئے واقفین نو کو زیادہ سے زیادہ یا واقفین نو کی زیادہ تعداد کو جامعہ احمدیہ میں آنا چاہئے۔‘‘

(روزنامہ الفضل 10 جولائی 2013ء)

واقفین نو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے اپنے آپ کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے پیش کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

اداریہ

اس بات کا جواب ہمارے پاس نہیں

احمدی کے کردار اور امانت پر شورش کاشمیری کا تبصرہ

شورش کاشمیری ہفت روزہ چٹان لاہور کے ایڈیٹر اور مجلس احرار کے ایک سرگرم کارکن تھے۔مشہور ادیب اور شاعر اور جماعت احمدیہ کے سخت معاند تھے۔مگر جماعت کے نیک کردار سے بہت متاثر اور برملا اس کا اعتراف کرتے تھے۔ایک احمدی کے حسن سلوک کا ذکر تو انہوں نے اپنی کتاب میں بھی کیا ہے۔

شورش صاحب نے اپنی کتاب ''پس دیوار زنداں'' میں سنٹرل جیل لاہور کے ذکر پر لکھا ہے۔

''مجھے یہاں (سنٹرل جیل لاہور میں) تشدد انتقام کے سبھی مرحلوں سے گزار کر لایا گیا تھا۔اب مجھ پر کوئی سا تجربہ کرنا باقی نہ رہا تھا۔میجر حبیب اللہ شاہ صاحب کا سلوک بہرحال شریفانہ تھا۔لطف کی بات یہ ہے کہ وہ پکے قادیانی تھے۔ان کی ہمشیرہ مرزا بشیر الدین محمود کے عقد میں تھیں۔قادیان کے ناظر امور عامہ سید زین العابدین ولی اللہ ان کے بڑے بھائی تھے۔انہیں یہ بھی علم تھا کہ میں آل انڈیا مجلس احرار کا جنرل سیکرٹری ہوں اور احرار قادیانیوں کے حریف ہیں بلکہ دونوں میں انتہائی عداوت ہے۔میجر حبیب اللہ شاہ نے اشارۃً بھی اس کا احساس نہ ہونے دیا۔انہوں نے اخلاق وشرافت کی انتہا کر دی پہلے دن اپنے دفتر میں اس خوش دلی اور کشادہ قلبی سے ملے گویا مدۃ العمر کے آشنا ہیں۔انہوں نے مجھے بیماروں میں رکھا اور اچھی سے اچھی دوا وغذا دینا شروع کی۔نتیجہ یہ ہوا کہ میری صحت کے بال و پر پیدا ہو گئے اور میں چند ہفتوں ہی میں تندرستی کی راہ پر آ گیا۔وہ بڑے صبور، انتہائی حلیم، بے حد خلیق اور غایت درجہ دیانتدار آفیسر تھے۔ان کے پہلو میں یقیناً ایک انسان کا دل تھا۔ان کی بہت سی خوبیوں نے انہیں سیاسی قیدیوں میں مقبول ومحترم بنا دیا تھا۔''

(پس دیوار زنداں صفحہ 257)

دوسرا واقعہ ایک نامعلوم احمدی کا ہے۔ جو شورش صاحب نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب مدیر الفرقان کو ایک ملاقات کے موقع پر سنایا۔ان دونوں کی ملاقات لاہور میں کاغذ کی ایک دکان پر ہوئی۔

گو الفرقان اور چٹان ایک دوسرے کے مضامین اور اداریوں پر تبصرہ کرتے رہتے تھے اور اس پر سالہا سال گزر چکے تھے۔مگر دونوں رسائل کے مدیران کی یہ پہلی بالمشافہ ملاقات تھی۔ جناب شورش نے کہا کہ مولانا! عرصہ سے آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا۔ جو آج پورا ہوا اور خوشی کا اظہار کیا۔ باتیں چل نکلیں تو شورش صاحب کہنے لگے مولانا! آپ لوگوں (یعنی احمدیوں) کی ہر بات کا جواب ہمارے پاس ہے سوائے ایک بات کے۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ بھلا وہ کون سی ایسی بات ہے جس کا جواب آپ جیسے مدیر اور مقرر کے پاس نہ ہو؟ اس پر شورش صاحب نے ایک واقعہ سنایا کہ قیام پاکستان سے پہلے انہوں نے ایک سیاسی جلسہ میں انگریز حکومت کے خلاف دھواں دھار تقریر کی۔ چنانچہ توقع کے عین مطابق جلسہ کے فوراً بعد پولیس نے آپ کو گرفتار کر لیا اور جب ریل پر سوار کرا کے کسی دوسرے شہر لے جانے لگے تو عجب منظر دیکھنے میں آیا کہ گاڑی روانہ ہونے والی ہے اور شورش صاحب کو ہتھکڑی لگائے پولیس کے سپاہی گاڑی کے ڈبہ کے دروازہ میں کھڑے ہیں۔ ریلوے پلیٹ فارم پر موجود بہت سے شہری بھی انہیں دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔شورش صاحب نے مولوی صاحب کو بتایا کہ اس مرحلہ پر انہیں خیال آیا کہ پولیس نہ جانے انہیں کہاں لے جائے اور پھر ان کی جیب میں موجود نقدی اور کلائی پر بندھی گھڑی پولیس کے ہاتھوں ضائع ہونے کا امکان ہے۔ چنانچہ بہتر ہوگا اگر یہ پولیس کی بجائے کسی ضرورتمند کے کام آ جائے۔ چنانچہ انہوں نے قریب جمع لوگوں کو غور سے دیکھنا شروع کیا کہ ان میں سے کون کون حلیہ وضع قطع اور لباس سے مسلمان نظر آتا ہے۔اس زمانہ میں یہ امتیاز بڑا واضح ہوا کرتا تھا۔ پھر ان مسلمانوں میں سے ایک کو خاص طور پر منتخب کر لیا جو ان کی نظر میں ''بہتر مسلمان'' دکھائی دیتا تھا۔اسی دوران گاڑی چلنے لگی تو شورش صاحب نے اس شخص کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور اس سے مصافحہ کرتے ہوئے پولیس سے نظر بچا کر نقدی اور گھڑی اس کے حوالہ کر دی کہ اس کے کام آ جائے۔اس سے پیشتر کہ کچھ کہنا ممکن ہوتا گاڑی روانہ ہو گئی۔

اس وقت دونوں کو ایک دوسرے کا اتا پتہ کچھ معلوم نہ تھا۔ بہرحال مقدمہ چلا اور جب کئی ماہ کی جیل کاٹنے اور پھر رہائی کے بعد شورش صاحب اپنے گھر کے بیرونی صحن میں تھے۔تو ایک بظاہر نامعلوم صاحب نے آ کر انہیں سلام کیا اور ایک رومال میں لپٹی ہوئی کوئی چیز انہیں پیش کر کے کہا کہ جناب اپنی امانت واپس لے لیجئے۔شورش صاحب نے کہا میاں! میں تو آپ کو جانتا تک نہیں پھر اس امانت کی واپسی کیسی؟ چنانچہ نووارد نے انہیں سارا واقعہ یاد دلایا اور شورش صاحب کو بھی یاد آ گیا تو کہنے لگے میں نے تو آپ کو ایک نیک دل مسلمان بھائی سمجھ کر تحفہ دیا تھا نہ کہ بطور امانت واپسی کے لئے۔نووارد کہنے لگا یہ بات آپ کے دل میں ہی ہوگی۔گاڑی روانہ ہونے کی وجہ سے آپ کچھ نہ کہہ سکے یوں بھی آپ پولیس کی حراست میں تھے۔ بہرحال میں نے تو اسے امانت سمجھ کر وصول کیا، اسے سنبھال کر رکھا اور آج واپس کرنے آیا ہوں۔

شورش صاحب نے بتایا کہ وہ نووارد کی یہ داستان سن کر بہت حیران ہوئے کہ اس زمانہ میں بھی کوئی ایسا باضمیر اور ذمہ دار مسلمان ہو سکتا ہے؟ چنانچہ انہوں نے نووارد سے مزید دریافت کیا کہ اسے آپ کی رہائی اور قیام گاہ کا پتہ کیسے چلا؟ نووارد نے انہیں بتایا کہ وہ اخبارات کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور اسے اخبارات سے ہی پتہ چلا کہ انہیں کتنی قید ہوئی ہے اور پھر اب رہا ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ ادھر ادھر سے پتہ کرتے کراتے شورش صاحب کے گھر امانت لے کر حاضر ہو گیا۔شورش صاحب نے مولوی صاحب کو بتایا کہ وہ یہ سب کچھ نووارد سے جان کر مزید حیران ہوئے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی امانت و دیانت کی ایسی اعلیٰ مثال مل سکتی ہے۔ چنانچہ شورش صاحب نے بے اختیار ہو کر نووارد سے پوچھا کہ جناب آپ ہیں کون؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں احمدی ہوں۔شورش صاحب سارا واقعہ سنا کر کہنے لگے کہ مولانا! بس آپ لوگوں کی اسی بات کا جواب ہمارے پاس نہیں۔

(حیات خالد صفحہ 396,394)

امر واقعہ یہ ہے کہ دلائل کا جواب تو جیسے تیسے دیا جا سکتا ہے۔مگر کردار کا جادو جو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ اسے رد کرنا یا توڑنا ممکن نہیں ہوتا اور خدا کے ماموروں کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت وہ پاکباز انسان ہوتے ہیں۔ جو ان کی قوت قدسیہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر مہدی علی قمر کیلئے کچھ جذبات

خون میں لت پت پڑا دیکھا مسیحا خاک پر
زخم اِک تازہ لگا عرشی دلِ صد چاک پر

بربریت کا لبادہ سوچ کا پہنا دیا
حیف بدبختو! چمکتے چاند کو گہنا دیا
وہ تو آیا تھا تمہارے درد کے درمان کو
ظالمو! تم نے مسیحا خون میں نہلا دیا

مہدی جیسے پیارے پیارے لوگ اچانک کھو جاتے ہیں
جاتے جاتے درد کے کانٹے عرشی دل میں بو جاتے ہیں
بھر جاتے ہیں زخم مگر بھرنے میں صدیاں لگتی ہیں
کتنے بھی منہ زور ہوں طوفاں، آخر مدھم ہو جاتے ہیں

ا۔ع ملک

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

سیدنا حضرت مسیح موعود اور انفاق فی سبیل اللہ

نمایاں تحریکات اور جاں نثاروں کی قربانیاں

(قسط دوم آخر)

13-انتظام لنگر خانہ

5مارچ 1902ء کو حضرت مسیح موعو نے اشتہار شائع فرمایا کہ:۔

''چونکہ کثرت مہمانوں اور حق کے طالبوں کی وجہ سے ہمارے لنگر خانہ کا خرچ بڑھ گیا ہے اور کل میں نے جب لنگر خانہ کی تمام شاخوں پر غور کر کے اور جو کچھ مہمانوں کی خوراک اور مکان اور چراغ اور چار پائیاں اور برتن اور فرش اور مرمت مکانات اور ضروری ملازموں اور سقا اور دھوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے ہیں۔ان سب کو جمع کر کے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان دنوں میں آٹھ سو روپیہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے''۔

''اس پُر تشویش وقت میں کہ جب کہ آمدن مستقل طور پر ساٹھ روپیہ ماہورای بھی نہیں اور خرچ آٹھ سو روپیہ ماہواری سے کم نہیں۔کوئی انتظام تو کلاً علی اللہ ضروری ہے۔ ...... میں نے سخت گھبراہٹ کے وقت میں بلحاظ ہمدردی اس جماعت کی جس کو میں اپنے ساتھ رکھتا ہوں، اس انتظام کو اپنا فرض سمجھا اور نیز اس خیال سے بھی کہ عمر کا اعتبار نہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ غرباء اور ضعفاء کی ایک جماعت میرے ساتھ رہے جو میری باتوں کو سنے اور مجھے ......اگرچہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ اور مصارف بھی لگے ہوئے ہیں لیکن سب سے زیادہ اس فکر میں رہتا ہوں کہ ایک گروہ حق کے طالبوں کا ہمیشہ میرے پاس رہے''۔

14-توسیع الدار

حضرت مسیح موعود نے 5/اکتوبر 1902ء کو مشہور کتاب کشتی نوح شائع فرمائی جس میں اپنی مقدس تعلیم پر شرح وبسط روشنی ڈالی اور آخر میں ''الدار'' میں توسیع کا حسب ذیل اشتہار دیا۔

''چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں۔سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جلشانہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہوگئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دیں۔میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہوسکتی ہے دو ہزار تک تیار ہوسکتی ہے، چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا۔نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی۔اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔''

15-مدرسہ قادیان دارالامان

حضرت مسیح موعود نے 16۔اکتوبر 1903ء کو قادیان کے مڈل سکول کی اعانت کے لئے باقاعدہ ماہانہ چندہ کی تحریک کے لئے اشتہار دیا جس میں تحریر فرمایا کہ:۔

''علاوہ لنگر خانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اردو میں نکلتا ہے جس کے لئے اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے۔اس سے یہ فائدہ کہ نوعمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔اس طرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت تیار ہوجاتی ہے۔بلکہ بسا اوقات ان کے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہوجاتے ہیں لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے اسی روپیہ ماہوار دے کر اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں مگر بھی استادوں کی تنخواہیں ماہ بہ ماہ ادا نہیں ہوسکتیں۔صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے۔علاوہ اس کے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں جو اب تک تیار نہیں ہوسکیں۔یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کھا رہا ہے۔اس کی بابت میں نے سوچا ہے کہ کیا کروں۔آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ میں اس وقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کے لئے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں تو چاہئے کہ ہر ایک ان میں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جس کے لئے وہ ہرگز تخلف نہ کرے مگر کسی مجبوری سے جو قضاء قدر سے واقع ہو۔''

پھر فرمایا:۔

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جو لوگ ہر وقت میری تعلیم سنتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے گا اور ان کے دلوں کو کھول دے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم۔ص:505 تا 507)

16-عالمگیر نظام الوصیت

سیدنا حضرت مسیح موعود نے حکم ربانی سے 1891ء کے شروع میں انفاق فی سبیل اللہ کا جو پودا لگایا تھا وہ 24 نومبر 1905ء کو مختلف ارتقائی ادوار میں سے گزرنے کے بعد نظام ''الوصیت'' کی صورت میں ایک عالمگیر تناور درخت کی شکل اختیار کر گیا اور حضور نے فرمایا:۔

''یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔مجھے اس بات کا غم نہیں کہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے۔بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔''

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20۔ص:319)

حضرت مسیح موعود کی تحریک کے اثرات

حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ خدا نے مجھے صدق سے بھری روحیں عطا کی ہیں۔تاریخ احمدیت گواہ ہے کہ واقعی ان پاکیزہ روحوں نے ہمیشہ ہمیش کے لئے قابل رشک مثالیں انفاق فی سبیل اللہ کی قائم کی ہیں۔آپ نے فرمایا:۔

''میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے۔یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہوجاؤ تو وہ دست بردار ہوجانے کے لئے مستعد ہیں۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول۔ص:165)

چند پاکیزہ روحوں کا تذکرہ

1-حضرت مولانا الحاج حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاول

حضور فرماتے ہیں:''ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا۔ جو اس کے مقابل پر بیان کرسکوں۔میں نے ان کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی خدمتوں میں جاں نثار پایا۔اگرچہ ان کی روزمرہ زندگی اسی راہ میں وقف ہے کہ وہ ہر یک پہلو سے (دین حق) اور (فرمانبرداروں) کے سچے خادم ہیں۔مگر اس سلسلہ کے ناصرین میں سے وہ اول درجہ کے نکلے۔مولوی صاحب موصوف اگرچہ اپنی فیاضی کی وجہ سے اس مصرعہ کے مصداق ہیں کہ ع

قرار در کف آزاد گاں نگیرد مال

لیکن پھر بھی انہوں نے بارہ سو روپیہ نقد متفرق حاجتوں کے وقت اس سلسلہ کی تائید میں دیا اور اب بیس روپے ماہواری دینا اپنے نفس پر واجب کر دیا اور ان کے سوا اور بھی ان کی مالی خدمات ہیں جو طرح طرح کے رنگوں میں ان کا سلسلہ جاری ہے''۔

(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد 3 ص 520)

2-حضرت نواب محمد علی خان صاحب

آپ کا ایک واقعہ اس طرح ہے کہ:''بمقدمہ کرم دین آتمارام مجسٹریٹ کی نیت نیک نہ تھی اور وہ حضرت اقدس کو سزائے قید دینے پر آمادہ تھا۔ چنانچہ 8۔اکتوبر 1904ء کو اس نے حضرت اقدس کو پانچ صد روپیہ جرمانہ اور حکیم مولوی فضل دین صاحب کو دو صد روپیہ جرمانہ اور عدم ادائیگی کی صورت میں چھ ماہ قید کا فیصلہ سنایا اس کا منصوبہ یہ تھا کہ جرمانہ فوراً ادا نہ ہوسکے گا اور قید کی سزا دی جاسکے گی لیکن یہ سات صد روپیہ جرمانہ فوراً ادا کر دیا گیا۔جس سے اس کا سارا منصوبہ خاک میں مل گیا۔یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ نواب صاحب کے دل میں یہ بات ڈالی کہ مجسٹریٹ کی نیت اچھی نہیں ہے اور آپ نے احتیاطاً نو صد روپیہ ایک روز پیشتر اپنے ایک آدمی کے ہاتھ گورداسپور بھیج دیا اور یہی رقم ان جرمانوں کی ادائیگی میں کام آئی۔''

(رفقاء احمد جلد دوم طبع دوم۔ص:786)

3-حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:''خوشی کی بات ہے کہ حکیم فضل دین صاحب اپنے مخدوم حکیم مولوی نورالدین صاحب کے رنگ میں ایسے رنگین ہوگئے ہیں کہ نہایت اولوالعزمی سے ایثار کے طور پر ان سے اعلیٰ درجہ کے اعمال صالحہ صادر ہوئے ہیں۔چنانچہ یہ سو روپیہ بعض زیورات کے فروخت سے محض ابتغاءً لمرضات اللہ بھیجا ہے''۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 ص:263)

4-حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:''سیٹھ صاحب.....نے کئی ہزار روپیہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں محض للہ لگا دیا ہے اور برابر اسی سرگرمی سے خدمت کر رہے ہیں کہ جب تک انسان یقین سے نہ بھر جائے اس قدر خدمت نہیں کرسکتا۔وہ ہمارے درویش خانہ کے مصارف کے اول درجہ کے خادم ہیں اور آج تک یکمشت رقوم کثیرہ اس راہ میں دیتے رہے ہیں۔علاوہ اس کے میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے ایک سو روپیہ ماہواری اعانت کے طور پر اپنے ذمہ واجب کر رکھا ہے......ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچتی ہے اور پہنچ رہی ہے۔میں اس کی نظیر نہیں دیکھتا۔یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اتنی محبت دلوں میں ڈال دی ہے۔یہ حاجی

سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب وہی ہیں جو آتھم کو قسم دینے کے وقت اس بات کے لئے تیار تھے کہ اگر آتھم قسم پر روپیہ طلب کرے تو اپنے پاس سے دس ہزار روپیہ تک اس کے پاس جمع کرا دیں‘‘۔

(انجام آتھم۔روحانی خزائن جلد 11 ص 312)

5- حضرت چوہدری رستم علی صاحب

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

’’ہمارے ایک دوست چوہدری رستم علی صاحب تھے پہلے وہ سپاہی تھے۔ پھر کانسٹیبل ہوگئے پھر سب انسپکٹر بنے پھر پراسیکیوٹنگ انسپکٹر بنے۔ اس وقت تنخواہیں بہت تھوڑی تھیں۔آج کل تو ایک سپاہی کو مہنگائی الاؤنس وغیرہ مل کر قریباً ساٹھ روپیہ ماہوار مل جاتے ہیں۔لیکن ان دنوں سپاہی کو غالبًا گیارہ روپے۔تھانیدار کو 40 روپے اور انسپکٹر کو 75 یا سو روپے ملتے تھے مجھے یاد ہے کہ وہ اپنی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ حضرت مسیح موعود کو بھجوادیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انہیں یکدم آرڈر آ گیا کہ ان کو عہدہ میں ترقی دی جاتی ہے۔اس کے بعد ان کی تنخواہ میں جو بڑھوتی ہوئی وہ ساری کی ساری وہ حضرت مسیح موعود کو بھیج دیا کرتے تھے۔ایک دفعہ انہوں نے حضرت صاحب کو جو خط لکھا وہ حضرت مسیح موعود نے مجھے پڑھنے کے لئے دیا۔ میں نے پڑھ کر بتایا کہ یہ خط چوہدری رستم علی صاحب کا ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ میں سو روپیہ پہلے ہی بھیجا کرتا تھا۔لیکن اب میری تنخواہ میں 80 روپے کی ترقی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض حضور کی دعاؤں کے طفیل ہوئی ہے۔اس لئے اب میں آپ کو 180 روپے ماہوار بھیجا کروں گا۔ میں اس بڑھوتی کا مستحق نہیں ہوں بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں پہلی تنخواہ کا بھی مستحق نہیں تھا۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی خاطر ہی دے رہا ہے۔‘‘ (الفضل 11۔نومبر 1958ء)

6- حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

’’ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔حضرت صاحب کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔لنگر خانہ دو جگہوں پر ہوگیا ہے۔ایک قادیان میں اور ایک گورداسپور میں۔اس کے علاوہ مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ دیں۔جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً 450 روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت آپ کی خدمت میں بھیج دی۔ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے۔تو انہوں نے کہا کہ خدا کا (مامور) کہتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے تو پھر اور کس لئے رکھ سکتا ہوں۔غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں۔‘‘

(روزنامہ الفضل 11 جنوری 1927ء ص 3)

7- حضرت منشی ظفر احمد صاحب

’’ایک دفعہ اوائل زمانہ میں حضرت مسیح موعود کو لدھیانہ میں کسی ضروری اشتہار چھپوانے کے لئے ساٹھ روپے کی ضرورت پیش آئی۔اس وقت حضور کے پاس اس رقم کا انتظام نہیں تھا اور ضرورت فدوری اور سخت تھی۔حضور نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو بلا کر فرمایا۔اس وقت یہ اہم ضرورت درپیش ہے۔کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کر سکے گی۔آپ نے عرض کیا انشاء اللہ کر سکے گی اور میں جا کر روپے لاتا ہوں۔چنانچہ آپ فوراً کپورتھلہ روانہ ہوگئے اور جماعت کے کسی فرد سے ذکر کئے بغیر بیوی کا ایک زیور فروخت کردیا اور ساٹھ روپے حاصل کر کے حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کردیئے۔حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور جماعت کپورتھلہ کو دعا دی۔ (کیونکہ حضور یہی سمجھتے تھے کہ اس رقم کا جماعت نے انتظام کیا ہے) چند دن کے بعد منشی اروڑا صاحب بھی لدھیانہ گئے تو حضرت صاحب نے ان سے بڑی خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی۔منشی صاحب نے حیران ہو کر پوچھا۔’’حضرت صاحب کون سی امداد؟ مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔حضور نے فرمایا۔یہی جو حضرت منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپورتھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے۔منشی صاحب نے کہا حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے تو اس کا کوئی ذکر نہیں کیا اور میں ان سے پوچھوں گا کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا۔اس کے بعد حضرت منشی صاحب سے اس لئے ناراض رہے کہ آپ نے مجھے کیوں اس خدمت سے محروم رکھا۔‘‘

(رفقاء احمد جلد 6۔ص:72)

8- حضرت منشی شادی خان صاحب

حضرت منشی شادی خان صاحب لکڑی فروش سیالکوٹ نے اپنے گھر کا سارا سامان فروخت کر کے تین سو روپے حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ جس پر حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ جب میاں شادی خان صاحب نے یہ سنا تو گھر میں جو چارپائیاں تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم بھی حضرت صاحب کو پیش کردی۔

(تاریخ احمدیت جلد 3۔ص:126-127)

☆.........☆.........☆

مکرم انیس احمد ندیم صاحب

جاپان کے شہر (Ishinomaki) میں دعائیہ پارک کا قیام اور جماعت احمدیہ کا تحفہ

11 مارچ 2011ء کو شمال مشرقی جاپان میں ایک شدید زلزلہ آیا، جس کے بعد آنے والی سونامی تاریخ کی بدترین تباہیوں میں سے ایک تھی۔ اس زلزلہ سے اموات کے لحاظ سے Ishinomaki شہر سب سے زیادہ متاثر ہوا۔ جماعت احمدیہ جاپان اور ہیومینیٹی فرسٹ کو زلزلہ کے بعد مسلسل چھ ماہ تک متاثرین کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ خدمت خلق کے میدان میں ان عاجزانہ خدمات کی بدولت اس علاقہ میں (دین) کا نام متعارف ہوا اور (دین) کے بارہ میں لوگوں کے خیالات یکسر بدل گئے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ جاپان کے موقع پر اس شہر سے ایک ممبر پارلیمنٹ Mr Yoshiaki Shoji صاحب جو اس وقت متاثرین کے کیمپ کے انچارج تھے، ایک ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے حضور انور کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور جماعت احمدیہ اور ہیومینیٹی فرسٹ کی ان خدمات پر حضور اقدس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

اس واقعہ کو ابھی صرف تین برس گزرے ہیں، تعمیر نو اور بحالی کا کام بہت تیز رفتاری سے جاری ہے لیکن پھر بھی ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اس تباہی کے اثرات اس علاقہ پر اور لوگوں کے دلوں پر آج بھی تازہ ہیں۔ سونامی کی نذر ہوجانے والے افراد کے لواحقین اپنے پیاروں کی یاد میں بکثرت اس علاقہ میں جمع ہوتے، کچھ لمحے خاموشی اختیار کرتے اور پھول وغیرہ رکھ کر بچھڑنے والوں کو یاد کرتے ہیں۔

گزشتہ سال ایک بدھسٹ ٹیمپل نے یہ پیشکش کی وہ ایک جگہ مخصوص کرنا چاہتے ہیں تاکہ زائرین وہاں جمع ہوکر اپنے عزیز واقرباء کے لئے دعا کرسکیں اور اپنے غموں کے بوجھ ہلکے کرسکیں۔ مختلف میٹنگز اور غور وخوض کے بعد یہ طے پایا کہ اس شہر کے سب سے بڑے بدھسٹ ٹیمپل کا ایک گوشہ اس کے لئے مخصوص کیا جائے اور اس کا نام ’’دعائیہ پارک‘‘ رکھا جائے۔ اس دعائیہ پارک میں ہر مذہب کی نمائندگی میں کوئی علامتی نشان نصب کیا جائے تاکہ مذہب کی تفریق سے بالاتر ہوکر لوگ یہاں جمع ہوں اور اپنے اپنے رنگ میں دعا کر کے اپنے دلوں کے بوجھ کو ہلکا کرسکیں۔

اشی نو ما کی شہر میں Sankouji کے نام سے معروف یہ سب سے بڑا اور صدیوں پرانا بدھسٹ ٹیمپل ہے۔ 2011ء کے زلزلہ اور سونامی میں اس ٹیمپل کے گردونواح کے سو فیصد گھر غرقاب ہوگئے تھے۔ سونامی کے بعد دلائی لامہ سمیت مشہور مذہبی و سیاسی راہنما اظہار یکجہتی کے لئے اس علاقہ اور ٹیمپل کا دورہ کرچکے ہیں۔

21-اپریل 2014ء کو اس دعائیہ پارک میں ’’کلمہ طیبہ‘‘ کا ایک خوبصورت بورڈ نصب کرنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں دلائی لامہ کے نمائندہ، جاپان کے بدھسٹ بھکشو، شنٹوازم کے پریسٹ، رومن کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس عیسائیوں کے پادری صاحبان بھی شریک ہوئے۔ تمام نمائندگان نے خوبصورت عربی زبان میں لکھے ہوئے ’’کلمہ طیبہ‘‘ کے الفاظ میں گہری دلچسپی لی۔

اس موقع پر تمام نمائندگان نے اپنے اپنے مذہب کا تعارف کروایا۔ خاکسار کو (دین حق) کا تعارف کروانے کی توفیق ملی۔

ایک پروٹسٹنٹ پادری Mr Yoshio Iwamura نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حضور انور سے ملاقات اور آپ کے خطاب کا بھی ذکر فرمایا نیز امنِ عالم اور خدمت خلق کے میدان میں جماعت احمدیہ کی کاوشوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

اس تقریب کے اختتام سے قبل خاکسار نے تجویز پیش کی کہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے ایک مذہبی کانفرنس کا خیال پیش فرمایا ہے اور آج اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ مذہب کو ماننے والے مذہب میں دلچسپی نہ رکھنے والوں کو یہ پیغام دیں کہ مذہب تفرقہ بازی اور اختلاف نہیں سکھاتا بلکہ مذہب تو انسانوں سے ہمدردی اور دوسروں کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمیں اس مذہبی ہم آہنگی کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ہمیں اس مقام پر ہر سال ایک بین المذاہب کانفرنس منعقد کرنی چاہئے۔

تمام حاضرین نے اس تجویز میں غیر معمولی دلچسپی ظاہر کی اور متفقہ طور پر اگلے سال اپریل کے مہینہ میں پہلی بین المذاہب کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اس بدھسٹ ٹیمپل کے Monk نے کہا کہ مجھے یہ تجویز بہت پسند آئی ہے اور میں ہر سال اس کی میزبانی کرنے کے لئے بھی تیار ہوں بلکہ اپنی بدھسٹ تقریبات کے بجائے اس طرح کے ماحول میں بات چیت کو زیادہ بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ شنٹوازم اور عیسائیت کے نمائندگان نے بھی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے پہلی کانفرنس میں شرکت کا اعلان کیا۔

دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اس ’’دعائیہ پارک‘‘ کا قیام ارض جاپان کے لئے بہت مبارک ثابت ہو۔ آمین

مکرم منور احمد تنویر صاحب

میرے نانا جان محترم پیر شیر عالم صاحب

میرے نانا جان پیر شیر عالم صاحب کے والد محترم کا نام حضرت پیر شاہ رُکن عالم تھا۔آپ گولیکی ضلع گجرات کے ایک معزز روحانی بزرگ حضرت دیوان شاہ عبدالعزیز کی اولاد میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس خاندان کے کافی گھرانے اپنی آبائی پیری مریدی ترک کر کے حضرت مسیح موعود کی بیعت میں آ گئے۔ اِس خاندان کی اکثریت کاشتکاری اور درس وتدریس سے منسلک تھی۔محترم نانا جان کے بڑے بھائی حضرت پیر عبدالغنی صاحب بھی حضرت مسیح موعود کے رُفقاء میں سے تھے۔آپ کو حضرت مسیح موعود کے قیام لاہور کے دوران 1904ء میں دستی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جہاں وہ اُن دنوں پیسہ اخبار میں کتابت کیا کرتے تھے۔آپ نے اپنے گھر والوں کو بھی گولیکی خط تحریر کیا کہ حضرت مسیح موعود کو مان لیں۔قرآن مجید باترجمہ جانتے تھے۔کشتی نوح اور دُرّثمین اکثر اُن کے زیرِ مطالعہ رہتیں۔ نانا جان نے اکثر اُنہیں حضرت مسیح موعود کا یہ شعر پڑھتے سُنا۔

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اُس وقت محترم پیر شیر عالم صاحب موضع دھاروواله جو گولیکی سے ایک میل دُور ہے، میں تیسری جماعت میں پڑھتے تھے۔اور آپ خط بخوبی پڑھ لیتے تھے۔محترم نانا جان کی قبول احمدیت میں بھی آپ کے بڑے بھائی کا ایک بہت بڑا حصہ تھا۔

محترم نانا جان کی پیدائش مورخہ یکم اکتوبر 1895ء کو موضع گولیکی کے ایک شریف اور دیندار گھرانہ میں ہوئی۔ یکم اکتوبر 1902ء کو آپ کو موضع دھاروواله کے سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ کیونکہ گولیکی میں کوئی سکول نہ تھا۔ وہاں آپ کے پہلے دنیاوی و روحانی اُستاد حضرت مولوی امام دین صاحب آف گولیکی رفیق حضرت مسیح موعود تھے گویا کہ آپ کی تعلیم کا آغاز ہی ایک احمدی بزرگ کے ہاتھوں ہوا۔پھر آپ موضع کنجاہ جو گولیکی سے 6 میل دُور ہے کے ورنیکلر مڈل سکول میں داخل ہو گئے۔ فروری 1911ء میں نہ صرف مڈل کا امتحان پاس کیا بلکہ وظیفہ بھی حاصل کیا۔ مڈل پاس کرنے کے بعد آپ کے بڑے بھائی حضرت پیر عبدالغنی صاحب آپ کو وزیرآباد لے گئے اور وہاں وکٹوریہ جوبلی ہائی سکول میں کلاس نہم میں داخل کروادیا۔ یہاں آپ کے بڑے بھائی نے احمدیہ بیت الذکر بھی دکھائی اور تاکید کی کہ کم ازکم نماز جمعہ یہاں ضرور ادا کرنی ہے۔ چنانچہ نانا جان اس نصیحت پر دورانِ تعلیم کاربند رہے۔ اور جب کبھی چھٹیوں میں اپنے گھر جانا تو حضرت پیر عبدالغنی صاحب نے حضرت مولوی امام دین صاحب کی خدمت میں عرض کرنا کہ شیر عالم کو بھی احمدیت کے متعلق کچھ سمجھایا کریں۔اِسی طرح حضرت قاضی ظہورالدین اکمل صاحب رفیق حضرت مسیح موعود سے بھی آپ کی ملاقاتیں ہوتی رہتیں۔

اپریل 1912ء میں سکول میں موسمِ بہار کی تعطیلات تھیں مگر آپ کو کسی کام کی غرض سے وزیرآباد جانا پڑ گیا۔ وہاں آپ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی رفیق حضرت مسیح موعود کے گھر گئے تو اتفاق سے وہاں حاجی حضرت پیر غلام غوث صاحب رفیق حضرت مسیح موعود بھی موجود تھے جو محترم نانا جان کے قریبی عزیز بھی تھے۔ دونوں بزرگان نے فرمایا کہ تم ایک سعید فطرت نوجوان ہو، نمازیں بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ ہی پڑھتے ہو، دیگر اخلاقی بُرائیوں سے بھی تمہارا دامن صاف ہے تو بیعت ہی کیوں نہیں کر لیتے۔تمہارا بڑا بھائی بھی احمدی ہے۔تم بھی اب دیر نہ کرو۔ چنانچہ حضرت حافظ غلام رسول صاحب نے اپنے پاس سے کارڈ دیا اور انہی کے ہاتھ سے لکھوایا اور اِس طرح وہ آغوشِ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا دور تھا۔آپ باقاعدہ اُن کی خدمت میں دُعا کیلئے خطوط تحریر کرتے رہتے اور حضور کے جوابات بھی باقاعدگی سے آپ کو آتے رہے۔غرض احمدیت کی سچائی کا جو بیج اس سعید روح میں بچپن سے رفقاء حضرت مسیح موعود کے ذریعہ سے بویا گیا تھا۔ وہ 1912ء میں پھل لایا اور پھر یہ نورِ ایمان زندگی بھر بڑھتا ہی چلا گیا اور اس شجر کی ڈالیوں میں جتنے بھی پھل آئے اُن میں احمدیت کی چاشنی کم نہ ہونے پائی۔ بلکہ بڑھتی ہی چلی گئی۔1914ء میں نانا جان نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ستمبر 1914ء میں J.A.V میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ قیامِ لاہور کے دوران آپ دلی دروازہ کی احمدیہ بیت الذکر میں جا کر نمازیں ادا کیا کرتے۔جس کے بارہ میں آپ کے بڑے بھائی صاحب نے بتایا ہوا تھا۔ اُن دنوں نمازیں وہاں ایک گھر میں ادا کی جاتی تھیں۔ لاہور میں اُن دنوں حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود بطور مربی تعینات تھے۔ چونکہ محترم نانا جان کا گاؤں موضع راجیکی سے چند میل کے فاصلہ پر ہی تھا تو حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ ”تم عبدالغنی کے بھائی ہو اثبات میں جواب پا کر فرمانے لگے کہ میں نے تمہیں اپنی ماں کی گود میں دیکھا ہوا ہے“ یہ واقعہ 1897ء یا 1898ء کا ہوگا جب آپ ہمارے گاؤں میں حضرت مولوی امام دین صاحب سے مثنوی روم پڑھا کرتے تھے 1916ء میں نانا جان کی پہلی تقرری بطور مدرس کے ڈی۔بی۔ہائی سکول چکوال میں ہوئی۔ وہاں احمدی جماعت موجود تھی۔اس دوران مئی 1916ء تا ستمبر 1916ء آپ کا قیام بھی احمدیہ بیت الذکر میں ہی رہا۔ پھر آپ کی تبدیلی موضع کنجاہ کے۔اے۔وی مڈل سکول میں ہوگئی۔ اِسی سکول میں آپ تعلیم بھی حاصل کرتے رہے تھے۔ یہاں قیام کے دوران آپ کو جماعتی کتب کے مطالعہ کا بھرپور موقعہ ملا۔اس دوران آپ جماعت میں بطور سیکرٹری مال کے بھی خدمت سَرانجام دیتے رہے۔اور بعض اوقات امام الصلوٰۃ کے فرائض بھی آپ کو سونپے جاتے رہے۔اور اِسی طرح جماعت کے حساب کتاب کے رجسٹروں کا کام بھی آپ کے ذِمّہ تھا۔1916ء میں جلسہ قادیان میں پہلی بار قادیان کے جلسہ میں شرکت کی اور حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر دستی بیعت کا شرف بھی حاصل کیا۔

محترم نانا جان کا نکاح مورخہ 8-اگست 1917ء کو ہوا۔ نکاح حضرت مصلح موعود نے پڑھایا اور ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ کی شادی جنوری 1918ء میں ہوئی۔ موضع کالا خطائی ضلع شیخوپورہ کے ایک معزز راجپوت گھرانہ میں ہوئی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ کے دو بھائیوں حضرت چوہدری محمد حسین صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر اور حضرت چوہدری ثناء اللہ صاحب کو بھی رفیق حضرت مسیح موعود کا شرف حاصل تھا۔محترم نانا جان نے دورانِ ملازمت ہی F.A اور B.A کے امتحانات پرائیویٹ طور پر اعلیٰ نمبروں سے پاس کر لئے تھے۔ پھر 1925ء میں آپ کو سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں B.T میں داخلہ مِل گیا۔ چنانچہ آپ نے بطور ریگولر سٹوڈنٹ کے 1926ء میں B.T پاس کر لیا۔(اسے آج کل B.ed کہتے ہیں) محترم نانا جان نے مئی 1916ء تا مارچ 1964ء تک یعنی 49 سال محکمہ تعلیم میں بطور اُستاد اور ہیڈ ماسٹر ملازمت کی۔اس دوران آپ ضلع جہلم اور ضلع گجرات کے مختلف سکولوں میں تعینات رہے۔دورانِ ملازمت آپ جہاں جہاں بھی متعین رہے، جس رنگ میں بھی آپ کو جو بھی جماعتی فرائض سونپے جاتے آپ کمال ذمہ داری سے انہیں نبھاتے۔

ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد جب واپس گاؤں گولیکی میں مستقل رہائش پذیر ہوگئے تو گاؤں کے چند سرکردہ افراد پر مشتمل ایک وفد آپ کو ملنے کے لئے آیا اور درخواست کی اب آپ گاؤں کی بچیوں کو تعلیم دینے کا فرض سنبھالیں کیونکہ پورے گاؤں میں آپ واحد آدمی ہیں جن پر ہمیں کامل بھروسہ ہے۔ گاؤں میں لڑکیوں کے لئے صرف پرائمری تک سکول موجود تھا۔محترم نانا جان کی صحت کافی کمزور ہو چکی تھی اور عمر بھی 69 سال تھی۔مگر آپ حسبِ طبیعت انکار نہ کر سکے اور اپنے ہی مکان کا ایک حصہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے وقف کر دیا۔ مڈل اور میٹرک کے امتحان دلوانے کے لئے کنجاہ لے کر جاتے۔اور جس طرح باقاعدہ ایک سکول ہوتا ہے۔ اُسی طریق پر سکول قائم کیا۔محترم نانا جان کو اس کام سے نہ کوئی آمد تھی اور نہ ہی ہرگز کوئی لالچ تھا، چنانچہ 5 سالوں تک آپ نے یہ ذمہ داری نہایت ہی احسن طریق پر نبھائی اور اس دوران بیسیوں لڑکیاں اس چشمۂ علم سے فیضیاب ہوئیں پورے ضلع گجرات میں اگر کسی سکول کی تعلیمی حالت کمزور ہوتی تو محترم نانا جان کو وہاں بھیج دیا جاتا۔ کیونکہ محکمہ تعلیم کے افسران بالا کو آپ پر بے انتہا اعتماد تھا۔آپ نے اپنی شرافت، ایمانداری اور محنت سے نہ صرف اپنے محکمہ کے افسران کو ہی متاثر کیا بلکہ جس گاؤں میں متعین ہوتے وہاں کے عام لوگ بھی آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔

آپ نے علم کے زیور سے ضلع گجرات کے سینکڑوں بچوں کو آراستہ کیا۔ ریاضی، انگریزی اور فارسی سے آپ کو خصوصی شغف تھا۔تحریر بہت ہی خوشخط اور عمدہ تھی۔ اپنے تمام کاموں کو باوجود ملازموں کی سہولت کے اپنے ہاتھ سے کرنا پسند کرتے۔ جماعتی چندوں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ۔ اخبار الفضل 1916ء سے گھر پر جاری کروا رکھا تھا اور اسی طرح سے دیگر جماعتی رسائل بھی گھر پر جاری تھے۔ مرکز سے جو بھی مہمان گاؤں آتے، اُن کی حتی المقدور خدمت کرتے۔ حُسنِ اتفاق سے آپ کو رفیقہ حیات بھی ایسی ملیں جو احمدیت پر جان چھڑکتی تھیں۔ دونوں میاں بیوی کا سلوک ایک مثالی حیثیت رکھتا تھا۔

صوم وصلوٰۃ کی پابندی زندگی کا اہم حصہ تھا۔نماز تہجد بھی پابندی سے ادا کرتے۔تلاوت قرآن مجید بلاناغہ کرتے۔ انتہائی خوددار طبیعت تھی۔ اُنہوں نے اپنی اولاد کے لئے جو اچھا ہو سکا وہ کیا۔ اچھی تعلیم دلوائی، اچھی تربیت کی۔ تمام گھر دینی اور دنیاوی تعلیم کا گہوارہ دکھائی دیتا تھا۔محترم نانا جان کا حافظہ بلا کا تھا۔ اپنے پوتے، پوتیوں، نواسے، نواسیوں کی تاریخ پیدائش تک زبانی یاد ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔

وقت کے بے انتہا پابند، کیا مجال کہ کوئی کام اپنے وقتِ مقررہ پر نہ ہو۔ لباس نہایت سادہ مگر صاف ستھرا پہنتے۔خوراک نہایت ہی سادہ تھی۔ میں نے کبھی انہیں کھانے کی کسی چیز پر نکتہ چینی کرتے نہیں دیکھا۔ انتہائی مشفق اور بے انتہا پیار کرنے والی شخصیت کے مالک تھے۔ چہرے پر غصہ کبھی نہ دیکھا۔ قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنستے۔ بلکہ ہلکا سا مسکرا دیتے۔ خاکسار کو بھی علاوہ گرمیوں کی تعطیلات کے چھٹی سے آٹھویں تک مسلسل آپ کے پاس نہ صرف رہنے کا موقعہ ملا بلکہ آپ کی محبتیں سمیٹنے کا بھی بھرپور موقعہ ملا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے خاندان کے 8 بزرگوں کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ رفقائے احمد میں سے تھے۔

81 سالہ بھرپور زندگی گزارنے کے بعد یہ درویش صفت انسان مورخہ 25 نومبر 1976ء کو اِس دارِ فانی سے رُخصت ہو گیا۔ آپ کو اپنی وصیت کے مطابق گولیکی کے آبائی قبرستان میں سُپرد خاک کیا گیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

مکرم راشد احمد بلوچ صاحب

سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے 25

اردو کی ارتقائی منازل اور مختلف نام

اردو ایک ایسی پیاری اور دلکش زبان ہے کہ اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اردو کا دامن طرح طرح کے پھولوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس گلستاں کی سیر کرنے والا کبھی تشنہ نہیں رہ سکتا۔ اردو کو محض اردو کہنا بقول کسے اردو کے ساتھ بے انصافی ہی نہیں پوری برصغیر کی تہذیب، تاریخ اور باہمی میل ملاپ کے ساتھ زیادتی ہے۔ اردو کو جینے کا ایک سلیقہ، ایک طرز زندگی اور ایک اسلوب زیست کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔

معروف ادیب جناب رضا علی عابدی صاحب اپنی کتاب ''اردو کا حال'' میں لکھتے ہیں:

''رشید احمد صدیقی کیسے بھلے آدمی تھے۔ انہوں نے لکھا تھا زبان کے علاوہ اردو بہت کچھ اور بھی ہے۔ جیسے ایک قیمتی ورثہ، ایک قابل قدر روایت، ایک نادر آرٹ ایک مسحور کن نغمہ، قابل فخر کارنامہ، کوئی پیمان وفا یا اس طرح کی کتنی اور باتیں جو محسوس ہوتی ہیں لیکن بیان نہیں ہو پاتیں''۔

(اردو کا حال از رضا علی عابدی۔ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور)

اردو ایک ایسا ہی مسحور کن نغمہ ہے جو لسانی اور سماجی اختلاط وارتباط سے وجود میں آیا، جسے ہر چاہنے والے نے من پسند نام سے پکارا۔ امیر خسرو نے اسے ہندوی اور دہلوی کے نام سے یاد کیا۔ اردو نے ارتقاء کی جتنی منازل طے کیں، اتنے ہی اس کے نام بنتے چلے گئے اور مختلف ادوار میں یہ نام بدلتے بھی گئے۔ ناموں کی اس تبدیلی کے پس پردہ لسانی اور تہذیبی خصوصیات بھی تھیں۔ اس شیریں زبان کو کبھی ہندوی کہا گیا تو کبھی ریختہ کے نام سے یاد کیا گیا۔ کبھی اسے اردوئے معلیٰ کہا گیا تو کسی زمانے میں اسے دکنی اور گجراتی کے ناموں سے موسوم کیا گیا۔ اردو کے ناموں کا یہ سفر بالآخر اردو پر اختتام پذیر ہوا۔ انہی ناموں کی مختصری کہانی درج ذیل ہے۔

ہندی یا ہندوی

فصیح الملک نواب مرزا خاں داغ جنہیں دنیا داغ دہلوی کے نام سے یاد کرتی ہے، نے اپنی ایک مشہور غزل کے مقطع میں یوں سخن آفرینی کی تھی کہ

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

اب تک کی لسانی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ داغ نے جس اردو پر ناز کیا تھا، وہ ہمیشہ اردو نہ تھی۔ چنانچہ حافظ محمود شیرانی سے لے کر موجودہ زمانے کے لسانی محققین کی اکثریت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ہندوستان کی نسبت سے اسے ہندی یا ہندوی بھی کہا جاتا رہا ہے۔ اس نام کی شہادت قدیم لغات اور ادبی تصانیف سے بھی ملتی ہے۔

ریختہ

غالبؔ نے میر تقی میرؔ کی مدح سرائی کرتے ہوئے کہا تھا کہ

ریختہ کے تم ہی استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا

دراصل ریختہ فارسی زبان کا لفظ ہے جو مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً بنانا، ایجاد و اختراع کرنا، نئے سانچے میں ڈھالنا اور موزوں کرنا وغیرہ۔ لیکن ہندوستانی ادبیات میں اسے بالکل نئے معانی میں استعمال کیا گیا۔ اردو کے نغمے جب راگ رنگ کی محفلوں میں سماں باندھنے لگے تو اسے ریختہ کہا جانے لگا۔ چنانچہ بعد میں مختلف زبانوں اور بولیوں کے اختلاط کی بناء پر بطور استعارہ اردو کو بھی ریختہ کہا جانے لگا۔ مولانا محمد حسین آزاد اپنی تصنیف ''آب حیات'' میں ریختہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''اسی زبان کو ریختہ بھی کہتے ہیں کیونکہ مختلف زبانوں نے اسے ریختہ کیا ہے جیسے دیوار کو اینٹ، مٹی، چونا، سفیدی وغیرہ پختہ کرتے ہیں۔ یا یہ کہ ریختہ کے معنی ہیں ''گری پڑی پریشان چیز''۔ چونکہ اس میں الفاظ پریشان جمع ہیں، اس لیے اسے ریختہ کہتے ہیں۔''

(آب حیات از مولانا محمد حسین آزاد۔ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور۔ 2000ء)

اردوئے معلّیٰ

دہلی کا پہلا مسلمان حکمران قطب الدین ایبک ابتداء میں شہاب الدین غوری کا غلام تھا لیکن جلد ہی اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر فوج کا جرنیل بن گیا۔ اس نے 1193ء میں دہلی پر قبضہ کر لیا۔ اسی فوج کے متعلق ہی لفظ اردو کا استعمال ہمیں تاریخی کتابوں میں نظر آتا ہے۔ اس لشکر کو اردوئے معلّیٰ یعنی عسکرِ اعلیٰ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسی مناسبت سے یہ نام اردو زبان کو بھی دیا گیا جو مرور زمانہ کے ساتھ صرف اردو ہی رہ گیا۔ محمد حسین آزاد لکھتے ہیں۔

''ترکی میں اردو بازار لشکر کو کہتے ہیں۔ اردوئے شاہی اور دربار میں ملے جلے الفاظ زیادہ بولتے تھے۔ وہاں کی بولی کا نام اردو ہو گیا''۔

(آب حیات از مولانا محمد حسین آزاد۔ بحوالہ اردو ادب کی مختصر تاریخ۔ صفحہ نمبر 49۔ 2006ء)

مشہور اردو شاعر میر تقی میر کے صاحبزادے میر کلو عرش سے جو شعر منسوب ہے اس میں بھی اردو زبان کو ''اردوئے معلّیٰ'' ہی کہا گیا ہے۔

ہم ہیں اردوئے معلّیٰ کے زباں دان اے عرش
مستند ہے جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہیں

(اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ۔ ڈاکٹر سلیم اختر۔ صفحہ نمبر 56، 2009ء)

دیگر مختلف نام

اردو کے مختلف ناموں کے ضمن میں اکثر ماہرین لسانیات اس بات پر متفق ہیں کہ مختلف صوبوں اور علاقوں کی نسبت سے اردو بعض اوقات دکنی، گجراتی، گوجری، لاہوری، دہلوی، ہریانی، ہندوستانی اور پنجابی وغیرہ کہلاتی رہی ہے۔ ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے اب صرف اردو کا لفظ مروج ہے اور باقی سب متروک قرار پا چکے ہیں۔ اس ساری بحث کے آخر میں فراز کا شعر یاد آ رہا ہے جو اس حوالے سے انتہائی موزوں ہے کہ

ہم کو اچھا نہیں لگتا کوئی ہم نام ترا
کوئی تجھ سا ہو تو نام بھی تجھ سا رکھے

ح۔ البشریٰ

پیارے ابا جان مکرم ملک مبارک احمد صاحب

میرے پیارے ابا جان مکرم ملک مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ 1922ء میں دوالمیال ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ پرائمری کے بعد میرے دادا جان مکرم ملک عبدالرحمٰن صاحب (امیر جماعت دوالمیال) ابا جان کو قادیان جلسہ سالانہ پر لے گئے۔ وہاں پر حضرت مصلح موعود سے ملاقات کے علاوہ میری دادی جان انہیں حضرت اماں جان سے ملوانے بھی لے گئیں۔ ان کے ساتھ دوالمیال جماعت کی اور بھی خواتین اور ان کے ساتھ چھوٹے بچے بھی تھے۔ حضرت اماں جان سے ملاقات کے بعد جب میری دادی جان واپس آنے لگیں۔ تو میرے ابا جان جن کی عمر اس وقت ایک سال تھی۔ ضد کرنے لگے کہ میں واپس نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت اماں جان نے پیار کیا اور کہا بیٹا! آپ نے واپس ادھر ہی آنا ہے۔

چنانچہ 11 سال کی عمر میں میرے دادا جان میرے ابا جان کو قادیان مدرسہ احمدیہ میں داخل کروا آئے اور اس طرح ابا جان قادیان ہی میں رہے۔ قادیان کے ماحول اور مدرسہ احمدیہ کی تعلیم میں پروان چڑھنے والے میرے ابا جان کی تربیت دینی ماحول میں ہوئی۔ میٹرک اعلیٰ نمبروں میں پاس کرنے کے بعد جامعہ احمدیہ قادیان سے شاہد کی ڈگری اور مولوی فاضل کی ڈگری بڑے اچھے نمبروں میں حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت حافظ غلام رسول وزیر آبادی رفیق حضرت مسیح موعود کی چھوٹی بیٹی زکیہ بیگم صاحبہ سے میرے ابا جان کی شادی ہوگئی۔ گویا کہ ابا جان مستقل قادیان کے ہی ہو گئے۔

ابا جان کو چونکہ عربی زبان میں بہت دلچسپی تھی اور دل میں یہ خواہش تھی کہ کاش مجھے کسی عرب ملک جا کر سیکھنے کا موقع مل جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں پوری کی کہ حضرت مصلح موعود نے خود ہی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے میرے ابا جان کا نام تجویز فرمایا۔ پارٹیشن کے بعد 1951ء میں ابا جان کو عربی کی اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لئے دمشق اور شام بھجوایا۔ وہاں کی الازہر یونیورسٹی سے 3 سال کی مکمل ڈگری لینے کے بعد واپس تشریف لائے اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں عربی زبان کے صرف ونحو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔

1954ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی علاج کے لئے براستہ عرب ممالک لندن تشریف لے گئے تو حضور کے ساتھ آپ نے بطور مترجم لندن کا سفر کیا اور چھ مہینے تک وہاں قیام کیا۔

آپ بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ منکسر المزاج، دھیما لہجہ اور چہرے پر ہمیشہ ہی مسکراہٹ رہتی تھی۔ گھر میں داخل ہوتے اونچی آواز سے سلام کرتے اور اگر دروازے پر دستک ہوتی تو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ مہمان کا استقبال کرتے۔ ہم آٹھ بہن بھائیوں کی تربیت بڑے اچھے طریقے سے کی۔ انتہائی کسمپرسی کے حالات میں گزارہ کرنا اور خوش رہنا انہوں نے ہمیں سکھایا۔ میری امی جان نے بھی ہمیشہ ہم سب کی بہترین تربیت کا خیال رکھا۔ ہم دو بہنیں واقفین زندگی کے ساتھ بیاہی ہیں۔ باقی ہم سب بہن بھائی اپنی اپنی جگہ خدا کے فضل سے جماعتی خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔

ابا جان پنجوقتہ نماز کی پابندی بڑی باقاعدگی سے کرتے، اگر کسی مجبوری کی وجہ سے نماز پر نہ جا سکتے۔ تو سارا دن پریشان رہتے۔ روزانہ صبح کی سیر کی عادت تھی جامعہ احمدیہ میں صبح کی سیر کر کے امی جان کے لئے موتیے کے پھول لے کر آتے تھے۔

رمضان المبارک میں ابا جان کی دعائیں اور تہجد میں گریہ و زاری مجھے کبھی نہیں بھول سکتی۔ روزے باقاعدگی سے آخری وقت تک رکھتے رہے۔ صرف ایک ماہ بیمار رہنے کے بعد 66 سال کی عمر میں مورخہ 23 ستمبر 1988ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

ابا جان کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے استاد کی حیثیت کا شرف بھی حاصل تھا۔ حضور نے آپ کی وفات پر آپ کا ذکر خیر بہت پیارے الفاظ میں فرمایا۔

میری دعا ہے کہ مولا کریم میرے ابا جان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور میری امی جان کو صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے۔ ہم سب بہن بھائیوں کو آپ کی نیک یادیں زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نسلوں کو تا قیامت خلافت اور جماعت احمدیہ کے جاں نثاروں میں شامل فرمائے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

محترم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23 جولائی 2014ء کو بیت الفضل لندن میں قبل نماز ظہر درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم طاہر نواز صاحب

مکرم طاہر نواز صاحب ابن مکرم محمد اسلم وڑائچ صاحب آف چک نمبر 9 پنیار حال کلیپم یو کے مورخہ 13 جولائی 2014ء کو مختصر علالت کے بعد 51 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مرحوم دل کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان کا ہارٹ ٹرانسپلانٹ کا آپریشن ہونا تھا کامیاب نہ ہو سکا اور اسی وجہ سے آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ نہایت اطاعت شعار اور جماعت کے ساتھ اخلاص اور محبت کا تعلق رکھنے والے نیک انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرمہ سردار بیگم صاحبہ

مکرمہ سردار بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب مرحوم نمبردار چک نمبر 35 جنوبی ضلع سرگودھا مورخہ 14 جولائی 2014ء کو 103 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت چوہدری مولی بخش صاحب کی بہو تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بکثرت تلاوت قرآن کرنے اور نوافل ادا کرنے والی تھیں۔ بڑی مہمان نواز، غریب پرور، مالی قربانی اور تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ کی صحت اور حافظہ بہت اچھا تھا۔ قرآن کریم کے 15 پارے اور عربی قصیدہ حفظ تھا۔ بہت سے بچوں کو قرآن بڑی محبت اور توجہ سے پڑھایا۔ نظام جماعت کی مکمل اطاعت کرنے والی اور مرکزی عہدیداران اور مربیان کرام کی بڑی چاہت سے مہمان نوازی کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح جماعتی اخبارات اور رسائل کا باقاعدگی سے مطالعہ کیا کرتی تھیں۔ خلافت اور خلیفہ وقت سے اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ تمام بچے اپنی اپنی جگہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم پروفیسر سلطان اکبر صاحب کی والدہ اور مکرم حمید احمد صاحب رضا کارکن دفتر PS لندن کی دادی تھیں۔

مکرم ملک مبارک احمد صاحب

مکرم ملک مبارک احمد صاحب ابن مکرم سردار احمد خان صاحب آف لاہور مورخہ 18 مئی 2014ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ کے آباء و اجداد کا تعلق نوشہرہ ککے زئیاں ضلع سیالکوٹ سے تھا اور آپ حضرت ماسٹر عبدالعزیز صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے تھے۔ آپ انشورنس کارپوریشن آف پاکستان کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے۔ آپ کو اپنے حلقہ میں صدر جماعت کے علاوہ مجلس انصار اللہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ چندہ جات کی بروقت ادائیگی ان کا اشعار تھا۔ انتہائی سادہ مزاج اور درویش صفت انسان تھے۔ 28 مئی 2010ء کے سانحہ لاہور کے وقت وہ دارالذکر کے ہال میں تھے جہاں ان کے بازو میں گولی اور جسم میں چھرے لگے، تاہم اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم فرید احمد صاحب

مکرم فرید احمد صاحب ابن مکرم عبدالرحمٰن صاحب برہمن بڑیا بنگلہ دیش مورخہ 14 جولائی 2014ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ کو 1957ء سے 1963ء تک قائد مجلس خدام الاحمدیہ برہمن بڑیا نیز 35 سال لوکل سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ چندہ کی وصولی کیلئے پیدل چل کر پورے ضلع کا چکر لگاتے تھے۔ مخالفین احمدیت نے دو بار آپ پر حملہ کیا جس سے آپ شدید زخمی بھی ہوئے۔ احمدیت کی بناء پر مخالفین نے آپ سے تجارت کرنے کی ممانعت کا اعلان کیا جس وجہ سے آپ کو بھاری مالی نقصان بھی برداشت کرنا پڑا۔ جب مخالفین نے برہمن بڑیا کی جماعتی مرکزی بیت الذکر پر قبضہ کر لیا تو آپ کے گھر کے صحن میں چار سال تک نمازوں اور عید کا انتظام ہوتا رہا۔ اسی طرح آپ نے جماعت کے لئے ایک علیحدہ قبرستان بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ مرحوم موصی تھے۔

مکرم قریشی محمد عارف صاحب

مکرم قریشی محمد عارف صاحب حلقہ محمد نگر لاہور گزشتہ دنوں پاکستان میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ کو 2 سال صدر حلقہ کے علاوہ لمبا عرصہ مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، چندوں میں باقاعدہ، بہت باہمت، سادہ مزاج، ہمدرد اور ایک نیک مخلص انسان تھے۔ بہترین داعی الی اللہ تھے اور اچھوتے رنگ میں دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ مخالفت کے باوجود احمدیت کو کبھی نہیں چھپایا۔ ان کی دکان پر ہمیشہ الیس اللہ...... آویزاں رہا۔ نظام جماعت اور خلافت سے اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ عہدیداران جماعت کی اطاعت اور ان کا احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ

مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سلیم صاحب آف کنری سندھ مورخہ 7 مارچ 2014ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، خوش اخلاق، مہمان نواز، غریب پرور، صاحب رؤیا و کشوف، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی عہدیداران کا بہت احترام کرتی تھیں۔ ناخواندہ ہونے کے باوجود جماعت کے سب پروگراموں میں ذوق و شوق سے شامل ہوتی تھیں۔ خلافت سے محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرمہ سیدہ نعیمہ صاحبہ

مکرمہ سیدہ نعیمہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد یحیٰ صاحب آف لاہور مورخہ 2 فروری 2014ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ حضرت ڈپٹی سید غلام حسین شاہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نواسی تھیں۔ لاہور میں اپنے حلقہ میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ پابند صوم و صلوٰۃ، دعا گو، مہمان نواز، غریب پرور، چندہ جات میں باقاعدہ اور ہر کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے والی ایک بزرگ خاتون تھیں۔ خاندان حضرت مسیح موعود سے بہت عقیدت اور احترام کا تعلق تھا۔

مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ

مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا سعید بیگ صاحب مرحوم ربوہ مورخہ 4 جولائی 2014ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ مکرم مولوی غلام محمد صاحب کی بیٹی اور مکرم مولوی عبدالرزاق بٹ صاحب مرحوم مربی سلسلہ کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ نماز اور روزہ کی پابند، پرہیز گار، مہمان نواز، غریب پرور، بکثرت صدقہ و خیرات کرنے والی، چندہ جات میں باقاعدہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

مکرمہ رابعہ محمود صاحبہ

مکرمہ رابعہ محمود صاحبہ اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب ربوہ مورخہ 8 اپریل 2014ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، چندہ جات میں باقاعدہ، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

مکرمہ ثمینہ عاطف صاحبہ

مکرمہ ثمینہ عاطف صاحبہ اہلیہ مکرم سید عاطف ندیم صاحب لاہور مورخہ 14 اپریل 2014ء کو 37 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ دمہ کی مریضہ تھیں۔ بے حد دکھی ہونے کے باوجود کبھی زبان پر کوئی شکوہ نہ لاتیں اور ہمیشہ اللہ کی رضا پر راضی رہتیں۔ اپنے گھر کے کام کاج میں کبھی اپنی بیماری کو حائل نہیں ہونے دیا۔ بہت خاموش طبع، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 3 کمسن بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم وسیم احمد صاحب

مکرم وسیم احمد صاحب ابن مکرم چوہدری ممتاز احمد صاحب آف ڈھیر چک 29 ضلع ننکانہ صاحب مورخہ 10 جنوری 2014ء کو 53 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ 1996ء میں کراچی سے جرمنی چلے گئے جہاں کافی عرصہ اپنی جماعت کے معاون سیکرٹری مال اور سیکرٹری جائیداد کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ 2006ء میں کینسر تشخیص ہوا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے ان کا کامیاب آپریشن ہوا اور اس کے بعد 7 سال زندگی پائی۔ نماز باجماعت اور چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ 100 بیوت الذکر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ جماعت اور خلافت سے عشق کا تعلق تھا۔

مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں

مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں چھور مغلیاں چک نمبر 117 ضلع ننکانہ صاحب مورخہ 23 اپریل 2014ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نمازوں کے بہت پابند تھے۔ آپ کو نداء دینے کا بڑا شوق تھا۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں 5 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم میاں اشفاق احمد نون صاحب

مکرم میاں اشفاق احمد نون صاحب ابن مکرم عبدالسمیع نون صاحب مرحوم ایڈووکیٹ سرگودھا مورخہ 17 اپریل 2014ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت میاں عبدالعزیز نون صاحب آف ہلال پور رفیق حضرت مسیح موعود کے پوتے تھے۔ بہت مہمان نواز، صاف گو، اعلیٰ اخلاق کے مالک، نیک اور مخلص انسان تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی بروقت کرتے اور مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

الفضل میں اشتہارات دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں

معلوماتی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا پرندہ

نیو یارک سائنسدانوں نے ایک حالیہ تحقیق میں دور قدیم میں پائے جانے والے ایک ایسے پرندے کا سراغ لگایا ہے جو دنیا میں پائے جانے والے پرندوں میں سب سے بڑا تھا اور اس کے پروں کی لمبائی تقریباً 24 فٹ تھی۔ یہ انکشاف 1983ء میں ملنے والے ایک فوسل ڈھانچے کی حالیہ تحقیق کے دوران ہوا۔ سائنسدانوں کو صدیوں پرانے پرندے کا ڈھانچہ ملا تھا جس سے اس کے پروں کے پھیلاؤ، وزن اور اڑنے کے انداز پر کمپیوٹر سافٹ ویئر کی مدد سے تحقیق کی گئی۔ اس پرندے کو پیلاگورنس سینڈرسی کا نام دیا گیا ہے اور اندازہ لگایا ہے کہ یہ تقریباً 3 کروڑ سال پہلے پایا جاتا تھا۔ اس کا وزن تقریباً 82 کلو تھا اور بھاری جسم کی وجہ سے اسے اڑنے کے لئے ایک مخصوص طریقے کا استعمال کرنا پڑتا تھا۔ یہ پرندہ اونچی چٹانوں سے مخالف سمت سے آنے والی تیز ہوا میں چھلانگ لگاتا تھا اور پھر اپنے لمبے پر پھیلا کر اڑنا شروع کر دیتا تھا۔ اگرچہ اس کے لئے پرواز کا آغاز کرنا مشکل تھا لیکن ایک دفعہ ہوا میں بلند ہونے کے بعد یہ انتہائی ماہرانہ انداز میں پر ہلائے بغیر بھی اڑ سکتا تھا۔ یہ پرندہ سمندر کی سطح سے اٹھنے والی ہوا کی لہروں کے سہارے میلوں کی بلندی تک چلا جاتا تھا۔ واضح رہے کہ آجکل پایا جانے والے سب سے بڑا پرندہ البیٹروس ہے جس کے پروں کا پھیلاؤ تقریباً 12 فٹ ہوتا ہے۔

(روزنامہ پاکستان 8 جولائی 2014ء)

جدید ترین ہیلی کاپٹر بنانے کی تیاری

امریکہ نے خلائی جہاز جیسا نظر آنے والے نئے سپر ہیلی کاپٹر کی تیاری شروع کر دی ہے جس میں ایک کی بجائے دو روٹر (ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھانے والے پنکھے) ہوں گے اور اس کی رفتار 270 میل فی گھنٹہ سے بھی زیادہ ہو گی۔ اس ہیلی کاپٹر میں فوجی دستوں کو لے جانے اور ٹینکوں اور گاڑیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی صلاحیت ہو گی اور اسے بھاری مشین گنیں نصب کر کے گن شپ ہیلی کاپٹر کے طور پر بھی استعمال کیا جائے گا۔ عام ہیلی کاپٹر کے برعکس اس کی مشین گنیں اور دیگر اسلحہ جنگی جہازوں کی طرح باہر کی بجائے اندر کی طرف نصب ہو گا اور پرواز کے وقت اس کے پہیے بھی ہیلی کاپٹر کے اندر چلے جائیں گے جس سے یہ انتہائی تیز رفتار سے اڑ سکے گا۔ اس کے دو روٹر اسے اوپر اٹھائیں گے جبکہ پیچھے کی جانب لگے دو اضافی پنکھے اسے تیز رفتاری سے آگے کی طرف حرکت دیں گے، جبکہ اگلی طرف لگے دو چھوٹے پر بھی اسے اوپر اٹھنے میں مدد دیں گے۔ (روزنامہ پاکستان 5 جولائی 2014ء)

عطیہ خون دل کے لئے مفید ہے

برطانوی ماہرین کی ایک نئی تحقیق کے مطابق خون عطیہ کرنا دل کی صحت کے لئے مفید ہے۔ ماہرین کے مطابق خون میں موجود سرخ خلیات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سخت ہوتے جاتے ہیں جو آگے چل کر لوتھڑے بن جاتے ہیں۔ یہ لوتھڑے دل کے دورے، نالیوں میں خون کی رکاوٹ اور فالج کا سبب بن سکتے ہیں۔ چنانچہ ماہرین کا کہنا ہے کہ خون عطیہ کرنا چاہئے تاکہ جسم میں نئے سرخ خلیات یار یڈ بلڈ سیلز پیدا ہوں اور پرانے خلیات جسم سے خارج ہو جائیں۔ (روزنامہ دنیا 9 جولائی 2014ء)

پیدل چلنے سے پارکنسنز کی بیماری میں کمی

نیو یارک ایک نئی تحقیق کے مطابق پارکنسنز کی بیماری میں مبتلا افراد اگر روزانہ پیدل چلنے کو اپنا معمول بنا لیں تو اس مرض کو بہت حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔ پارکنسنز ایک ایسی بیماری ہے جس میں انسان کا اعصابی نظام متاثر ہوتا ہے۔ پارکنسنز کی بیماری میں مبتلا انسان اپنے جسم کے اعضاء کو حرکت دینے پر قادر نہیں رہتا۔ پارکنسنز کی علامات میں کانپنا، اعضا کو مکمل طور پر ہلا نہ سکنا اور چلنے میں تکلیف جیسے مسائل شامل ہیں۔ امریکی ماہرین کے مطابق ورزش کرنا پارکنسنز کی بیماری میں مبتلا افراد کے لئے دوا کی طرح اہم ہے۔

(روزنامہ دنیا 5 جولائی 2014ء)

دنیا کا سب سے بڑا پھول

فرانس میں 4 فٹ بڑا پھول کھلا ہے۔ یہ پھول قدرتی طور پر کسی مردہ جانور کی طرح بدبودار ہوتا ہے جس کی بو کیڑوں کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہے۔ اس نایاب پھول کے پودے کی عمر چالیس سال ہوتی ہے جس پر صرف ایک پھول ایک دن یا چند گھنٹوں کے لئے ہی کھلتا ہے۔ یہ پودا درحقیقت انڈونیشیا میں پایا جاتا ہے اور اس کے پھول کو دنیا کا سب سے بڑا پھول تصور کیا جاتا ہے۔

(روزنامہ دنیا 5 جولائی 2014ء)

سنہرے سانپوں کا جزیرہ

برازیل میں ایک ایسا جزیرہ ہے جہاں لانس ہیڈ وائپر نامی ہزاروں سنہرے سانپ پائے جاتے ہیں۔ ان سانپوں کا زہر اتنا خطرناک ہے کہ یہ جس جاندار کو ڈس لیں اس کا گوشت پگھل کر ہڈیوں سے علیحدہ ہونا شروع ہو جاتا ہے اور لمحوں میں موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سانپ دنیا میں صرف اسی جزیرے پر پائے جاتے ہیں اور اپنے چمکدار سنہرے رنگ کی وجہ سے دلکش نظر آتے ہیں۔

(روزنامہ دنیا 5 جولائی 2014ء)

سیکرٹریان وقف نو ربوہ توجہ فرمائیں

براہ مہربانی ایسے واقفین نو جو جماعت نہم کا امتحان پاس کر کے اس وقت جماعت دہم میں زیر تعلیم ہیں۔ ان کو مورخہ 8/اگست 2014ء بروز جمعہ 11 بجے دن سے قبل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ بھجوانے کا انتظام فرما کر ممنون فرمائیں۔

(وکیل وقف نو ربوہ)

تحریری امتحان

داخلہ جامعہ احمدیہ 2014ء

امیدواران برائے داخلہ جامعہ احمدیہ ربوہ کا تحریری امتحان مورخہ 17/اگست 2014ء بروز اتوار ہوگا۔

1۔ **ربوہ کے تمام امیدواران** مورخہ 11/12/اگست 2014ء کو وکالت تعلیم تحریک جدید سے اپنی رول نمبر سلپ برائے امتحان حاصل کر لیں۔

2۔ **بیرون از ربوہ امیدواران** مورخہ 17/اگست 2014ء بروز اتوار صبح 8 بجے اپنی رول نمبر سلپ برائے امتحان وکالت تعلیم تحریک جدید سے حاصل کریں۔

3۔ تمام امیدواران میٹرک/ ایف اے کے رزلٹ کی اطلاع جلد از جلد وکالت تعلیم کو دیں اور امتحان کے وقت سند/ رزلٹ کارڈ/ سکول، کالج سرٹیفیکیٹ اصل اور فوٹو کاپی ساتھ لائیں۔

فون نمبر: 047-6211082
فیکس: 047-6212296

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

دو ہزار سال قدیم سکے دریافت

برطانیہ میں ایک غار سے ملنے والے 2 ہزار سال قدیم سکوں کو ماہرین نے انتہائی قیمتی خزانہ قرار دے دیا ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ کا کہنا ہے کہ حیرت کی بات ہے کہ ان سکوں میں 3 رومن سکے ہیں اور یہ چاندی سے بنے ہوئے ہیں۔ ماہرین کے نزدیک یہ ایک خزانہ ہے اور اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آئرن ایج میں لوگ سکوں کو خرید و فروخت کی بجائے طاقت اور علامت کے طور پر استعمال کرتے تھے۔

(روزنامہ دنیا 9 جولائی 2014ء)

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

ربوہ میں طلوع وغروب 6-اگست

طلوع فجر	3:55
طلوع آفتاب	5:25
زوال آفتاب	12:14
غروب آفتاب	7:04

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

6-اگست 2014ء

6:00 am	گلشن وقف نو
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	جلسہ سالانہ قادیان 31 دسمبر 2012ء
2:15 pm	سوال وجواب
5:50 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 24-اکتوبر 2008ء
8:05 pm	دینی وفقہی مسائل
11:20 pm	جلسہ سالانہ قادیان

سکول شوز سیل میلہ
رشید بوٹ ہاؤس گولبازار ربوہ

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد/ طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
موبائل: 03336174313

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

FR-10